سوال

کیا حرام مال میں زکوۃ واجب ہوگی؟

جواب

والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ﺍوراس کے رسول کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔ اس لیے سود لکھنا، سود کا حساب کتاب رکھنا یا سودی بنک میں ملازمت کرنا حرام ہے، کیونکہ حرام کام میں تعاون کرنا بھی حرام ہے۔

ثادباری تعالی ہے :

.(2:ة

اور نیکی اور تقوی پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

فرمایا :

.(279-278:ة

وایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور سود میں سے جو باقی ہے چھوڑدو، اگر تم مومن ہو۔ پھر اگر تم نے یہ نہ کیا تو اللہ اوراس کے رسول کی طرف سے بڑی جنگ کے اعلان سے آگاہ ہو جاؤ، اور اگر توبہ کر لو تو تمہارے لیے تمہارے اصل مال ہیں، نہ تم ظلم کروگے اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

.(1598:ة

ود کھانے والے، سود کھلانے والے، سود لکھنے والے، اور سود کے گواہ بننے والوں پر لعنت فرمائی ہے، اور فرمایا : یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔

یے بنک میں نوکری کرنے والے پر واجب ہے کہ اس ملازمت کو فوراً چھوڑ دے اور حلال ذریعہ معاش اپنائے۔ جو کچھ ہو چکا اس پر ندامت کا اظہار کرے، اور پختہ عزم کرے کہ آئندہ کوئی بھی حرام ذریعہ آمدن اختیار نہیں کرے گا۔

اہ حرام کام میں معاونت سے حاصل ہونے والی آمدنی ہے۔ اسے اپنے پاس رکھنا اور کھانا جائز نہیں ہے۔ اسے مسکینوں، فقیروں میں تقسیم کر دے۔ اگر کوئی مقروض شخص اپنا قرض ادا نہیں کر سکتا اس کی معاونت بھی اس مال سے کی جا سکتی ہے۔ سڑکیں، ہسپتال وغیرہ بھی بنائے جا سکتے ہیں۔ یتیموں اور ؛

!کہ جب وہ یہ مال فقیروں، مسکینوں وغیرہ میں تقسیم کرے گا، تو صدقے کی نیت نہیں کرے گا؛ کیوں کہ اللہ تعالی حرام مال قبول نہیں کرتا۔

ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

.(1015:ة

ﻟﮔو! بلاشبہ اللہ تعالی پاک ہے، اور پاکیزہ مال ہی قبول کرتا ہے۔

ل خرچ کرتے وقت یہ نیت ہوگی کہ وہ گناہ سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہے اور اپنے مال کو سود سے پاک کرنا چاہتا ہے۔

میں زکاۃ واجب نہیں ہوتی، کیونکہ شرعی لحاظ سے حرام مال پر انسان کی ملکیت ثابت نہیں ہوتی۔ حرام مال کو اپنے پاس رکھنا ہی درست نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی پاکیزہ مال ہی قبول کرتا ہے۔ حرام مال کو مسکینوں اور فقیروں وغیرہ میں تقسیم کرنا ضروری ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

بنک کی آمدنی اور دکان سے حاصل ہونے والی آمدنی یعنی حرام اور حلال مال خلط ملط ہو چکا ہے۔ اسے اپنے اکاؤنٹ میں موجود حرام مال کا اندازہ لگانا چاہیے کہ قریباً اتنی رقم اس کے اکاؤنٹ میں حرام ذریعہ معاش سے آئی ہے، وہ اسے خیر و بھلائی کے کاموں میں صرف کر دے، حتی کہ اسے غالب گمان ہو جائے

وہ توبہ کرتے ہوئے حرام آمدنی سے چھٹکارا حاصل کرے گا، تو اللہ تعالی اسے دنیا و آخرت میں بہترین بدلہ عطا فرمائے گا۔

ثادباری تعالی ہے :

(2:ن

اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لیے نکلنے کا کوئی راستہ بنا دے گا۔

، چھٹکارا حاصل کرنے کے بعد باقی ماندہ رقم اگر نصاب کو پہنچتی ہو یعنی وہ ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو سال گزرنے کے بعد مجموعی رقم سے اڑھائی فیصد زکاۃ نکالی جائے گی۔

، حرام مال سے حج کرتا ہے، تو اس سے حج کا فریضہ ساقط ہو جائے گا، لیکن حرام مال سے حج کرنے کی وجہ سے گناہ گار رہے۔ اس کا حج ناقص ہے، حج مبرور نہیں ہے۔ اس پر توبہ و استغفار کرنا اور حرام مال سے چھٹکارا حاصل کرنا واجب ہے۔

والله أعلم بالصواب

محدث فتویٰ کمیٹی

فضیلۃ الشیخ جاوید اقبال سیالکوٹی | فضیلۃ الشیخ عبد الخالق حفظہ اللہ | فضیلۃ الشیخ عبد الحلیم بن محمد بلال